www.novelsclubb.com
جوابِ شکوہ
arts
از قلم فاطمہ رفیق
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

جوابِ شکوہ

از قلم

فاطمہ رفیق

www.novelsclubb.com

جوابِ شکوہ

پہلی قسط

گرمیوں کی صبح تھی۔اور آسمان پر سورج کچھ اس طریقے سے کھڑا تھا کہ آج ہی لوگوں کو انکے سرزد کیئے گناہوں کی سزا دینے والا ہے۔ارد گرد پھیلی دھوپ کی تپش عروج پر تھی۔

لوگوں کی گہماگہمی اور انکی بیزار آوازوں کا شور پھیلا ہوا تھا۔

بائیں جانب ایک ہی راہداری میں کچھ ٹھیلے والے اپنے پھلوں اور سبزیوں کی بولیاں لگانے میں مصروف تھے۔دائیں جانب گاڑیوں کا شور تھا جنکے ہارن ایک دوسرے سے مقابلے بازی میں لگے تھی۔

یہ کراچی کے ایک مشہور بازار کا منظر تھا۔

www.novelsclubb.com

راہگیروں کے لیے بنائی گئی روش پر وہ اپنے قدم گھسیٹ رہی تھی۔

پاؤں سفید جوتوں میں مقید تھے جن پر زمین کی گرد چسپاں تھی۔

بائیں کندھے پر کالے رنگ کا پرس لٹکائے دوپٹے کو سر سے ڈھانپ کر سیدھے

ہاتھ کا پلو الٹے ہاتھ کے کندھے پر پھینک رکھا تھا۔

ہاتھ میں ایک فائل تھام رکھی تھی۔ جس میں اسکی سی وی اور چند ورقے تھے۔

آج اسے "مالک گروپ آف کمپنیز" سے انٹرویو کے لیے کال آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے اس جاب کی اشد ضرورت تھی۔

ہر حال میں یہ جاب اسے چاہیے تھی۔ ایک ہفتے میں تقریباً ساتواں انٹرویو دے کر

دوبارہ مسترد ہونے کی ہمت اس میں ہرگز نہیں تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا یہ انٹرویو

وہ پورے اعتماد کے ساتھ دینے والی ہے۔

یہ چار منزلہ عمارت ہے۔ جسے کسی نے مہارت کے ساتھ تعمیر کروایا تھا۔ پارکنگ کا رقبہ کافی کشادہ تھا۔

ارد گرد نارنجی، گلابی، زرد و پیلے پھولوں کے پودے لگائے گیے تھے۔

اس عمارت کے داخلے پر ہی دائیں جانب استقبالیہ کاؤنٹر بنایا گیا تھا۔

اس کاؤنٹر پر ایک نازک اور کم عمر لڑکی تجربہ کار کی طرح لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔ ٹائپنگ کی ٹک ٹک کی آواز اس عمارت کے نچلے حصے میں گونج رہی تھی۔

"مجھے یہاں سے انٹرویو کی کال آئی تھی۔"

وہ انتہائی احتراماً اس سے پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس لڑکی کے ٹائپ کرتے ہاتھ رکے نظریں اوپر کو اُٹھائی دو سکینڈ کے وقفے کے بعد ایک لفظ بھی ادا کیے بغیر اس نے ٹیلی فون پر ایک نمبر ملایا۔

"سر آپ نے کسی کو انٹرویو کے لیے بلایا تھا؟"

فون اٹھتے ہی اس نے سامنے والے کی منہ پر سوال پھینکا تھا۔

دیکھنے میں نازک سی دکھنے والی لڑکی خوبصورت تھی مگر اسکا مزاج کافی روکھا اور مغرورانہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہمم جی جی ٹھیک ہے۔"

ٹھک سے فون رکھا۔

کچھ دیر انتظار کرو آدھے گھنٹے تک سر فری ہو جائیں گے اس کے بعد تمہارا انٹرویو ہو گا۔

"کچھ لے کر بھاگ رہی ہوں کیا اسکا۔"

وہ دھیمی آواز میں خود ہی سے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ کہا ہے تم نے؟"

"نہیں۔"

www.novelsclubb.com

پھیکی سی مسکان دکھائے وہ انتظار گاہ کی طرف مڑی۔

"دیکھیں ماموں اس کمپنی کو ہر حال میں ہم سے کانٹریکٹ کرنا ہو گا۔"

اس نے زیتونی رنگ کا پینٹ کورٹ پہنا ہوا تھا جس کے اندر کی سفید شرٹ واضح ہو رہی تھی۔

بالوں کو سائیڈ پف کی صورت سیٹ کیا گیا تھا۔ بھوری آنکھیں کشمکش میں ڈوبی ہوئی تھی۔

اُس کمپنی کی ڈیل اسے چاہیے تھی کسی بھی صورت لیکن جمال صاحب اس ڈیل کو لینے سے انکاری تھے۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے۔ پھر ڈیڈ سے آپ خود بات کریں گے۔"

آدھے گھنٹے سے وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن وہ ایک ہی بات پر اٹکے ہوئے تھے۔

"تمہارے ڈیڈ سے کوئی ڈرتا نہیں ہوں میں۔"

سفید اور کالے رنگ کے مرکب بالوں کو سیٹ کیا گیا تھا۔

ناک پر چار کناروں والا چشمہ چڑھایا ہوا تھا۔جس کے کنارے سیاہ زیتونی رنگ کے تھے۔

سرمئی رنگ کے پینٹ کورٹ پہنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے ہوے تھے۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ ابراھیم ملک کے دفتری میز کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

"چلیں مان لیا۔ڈیڈ سے آپ نہیں ڈرتے۔لیکن اگر ممانی صاحبہ کو میں نے بتادیا کے آج آپ نے ایک حسین لڑکی کے پہنے کپڑوں کی تعاریف کی تھی۔

پھر؟"

ہلکی سی مسکان میں بھی اسکے دانت نظر آرہے تھے۔

اب وہ اپنی ہاتھ تھوڑی کے نیچے جما کر جمال صاحب کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔

"آگے کا منظر میں بغیر دیکھے بھی دیکھ سکتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"جمال صاحب"

اس نے لفظوں پر جماؤ ڈالا۔اور دونوں کندھے ایک ساتھ اچکائے۔

جمال صاحب کا سکون ایک دم غائب ہوا۔

"میں نے تمہیں اتنا حق ہی کب دیا کے تم ہمارے ذاتی رشتے کے درمیان بات کرو!"

انکا موڈ ایک دم خراب ہوا تھا۔

اور وہاں اس کا موڈ بحال۔

"آپ مجھے حق دیں گے۔"

"سچی"

www.novelsclubb.com

چہرے پر شاطرانہ مسکان تھی۔

وہ اپنی کہی بات کی تصدیق کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے اب اپنا حق بھی ممانی کے سامنے ہی پوچھوں گا۔"

باتوں کا تسلسل ٹیلی فون کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سے ٹوٹا تھا۔

"ہاں بولو؟"

www.novelsclubb.com

"سر وہ لڑکی پچھلے ایک گھنٹے سے انتظار کر رہی ہے۔"

"ہاں بھیج دو"

"چلیں جمال صاحب بقیہ گفتگو اب ممانی جان کے سامنے ہی کریں گے۔مجھے لگتا ہے آپ کو کھانے اور سونے کا انتظام کہیں اور دیکھ لینا چاہئے۔"

"صرف دوستانہ مشورہ ہے۔آگے آپ کی مرضی۔"

"یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے میں نے"

وہ اپنی بات مکمل کرنے ہی والے تھے کے اُس نے بات کاٹی۔

"جی جی معلوم ہیں ڈائی کروائے ہیں۔"

"شرم رکھ لو تھوڑی ابراھیم!

وقت کبھی بھی ایک سا نہیں رہتا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اس کی باتوں سے اب جل رہے تھے۔

یک دم دروازہ کھٹکا۔۔۔۔

اندر بیٹھے دونوں وجود دروازے کے جانب متوجہ ہوئے۔

اُس نے آرام سے دروازہ کھولا۔۔۔۔

پہلی نظر سامنے بیٹھے موجود فرد پر ٹھہری۔

www.novelsclubb.com

وہ یکدم اس شخص کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔اس شخص کو وہ یہاں منتظر نہیں کر سکتی تھی۔

اسے یہ نوکری ہر حال میں چاہئیے تھی۔

مگر اب کسی صورت نہیں چاہیے تھی۔

اس کے گھبرائے تاثرات نے یکدم غصے اور درشتی نے جگہ لے لی تھی۔

www.novelsclubb.com

اُس نے مسکراتے ہوئے نظر دروازے کی جانب کی تھیں۔ مگر جیسے ہی دروازہ کھلا وہ جم گیا۔

ایک برف کے مجسمے کی طرح۔

چہرے پر پھیلی ہلکی سی مسکان ایک دم حیرانگی میں تبدیل ہوئی تھی۔

اب بھی وہ صرف اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔اسکی آنکھوں کا رنگ اب پہلے سے زیادہ سیاہ ہو چکا تھا۔

لیکن آنکھوں میں دوسروں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی طاقت اب دُگنی ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آؤ اندر آؤ"

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر اسے بیٹھنے کے لیے کہہ رہا تھا۔یہ عادت آج بھی اس میں پہلے کی طرح موجود تھی۔

جمال صاحب اس صورتِ حال سے بچتے ہوئے باہر کی جانب چل دیے۔

گردن کو دونوں اطراف میں ہلاتے ہوئے اس نے ایک قدم پیچھے کی جانب بڑھایا۔

آنکھوں میں شکوہ، شکایات، ناراضگی کیا کچھ نہ تھا۔

"رنیم"

اس نے اسے آواز دینی چاہی لیکن اسے اس وقت کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ جلدی جلدی لمبے لمبے قدم بڑھا کر یہاں سے باہر جانا چاہتی تھی۔

استقبالیہ کاؤنٹر پر بیٹھی لڑکی نے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

جانے سے پہلے وہ بہت گھبرا رہی تھی۔ مگر اب گھبراہٹ کی جگہ غصے اور تیش نے لے لی تھی۔

وہ بھاگتا ہوا اسکے کاؤنٹر پر آیا۔

"ابھی ابھی ایک لڑکی آئی تھی انٹرویو کے لیے اُس کی سی وی کہاں ہے؟"

اسکی سانس بھاگنے کی بدولت تیز تیز چل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سر مجھے تو کوئی سی وی موصول نہیں ہوئی تھی۔

انہیں ملک صاحب نے منتخب کیا تھا۔ آپ کی پرسنل اسسٹنٹ کی پوزیشن پر۔"

"مطلب ڈیڈ جانتے تھے کے وہ کہاں تھی۔"

"نہیں۔ ڈیڈ میرے ساتھ ایسا کبھی بھی نہیں کر سکتے۔"

"یہ صرف اتفاق بھی تو ہو سکتا ہے۔"

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنی گاڑی کی جانب چل دیا۔

یہ ایک چھوٹا سا حوض ہے اور حوض میں ایک فوارہ۔

صحن میں خوش نما اور پھول دار پودوں کے گملے ہیں۔ گھر میں تین کمرے ہیں۔ کمروں کا فرش سنگ مرمر اور چھت آر سی سی کی ہے۔ کمرے کے فرش پر قالین بچھایا گیا ہے۔

دالان میں دو تخت ہیں جن پر دری بچھا کر سفید چادر ڈال دی گئی ہے اور گاؤ تکیے لگائے گئے ہیں۔ صحن میں ایک طرف سیڑھیاں ہیں جو چھت کیطرف جاتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

ان تین کمروں میں سے ایک کمرے میں ریم اپنی الماری میں چیزیں کو ترتیب دے رہی تھی۔

اُس کے پٹخنے والے انداز سے پہچانتے ہوئے الماری سے گردن نکالی اور تصدیق کی۔

"رنیم؟"

جو ابھی اس رکشے والے سے ایک سو بیس کی جگہ سو روپے دینے کی ضد کرتے ہوئے آئی تھی۔

اسکے چہرے پر بیزارگی واضح طریقے سے عیاں تھی۔

ہاتھ میں پہنا پرس اتار کر میز پر پٹخا تھا۔

"کیسا رہا انٹرویو؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دونوں آبرو ایک ساتھ اٹھا کر سوال کیا۔

"ہماری مشکلیں کب آسان ہونگی؟"

وہ بہت قرب میں تھی۔

بالوں کو ڈھیلی چوٹی میں قید کیا ہوا تھا۔دو لٹھیں اسکے کانوں کے ارد گرد جھول رہی تھیں۔

سانولی رنگت پر اسکی سیاہ آنکھیں خوبصورتی کو مکمل کہنے کے لئیے کافی تھیں۔

،،نہیں رنیم ایسے نہیں کہتے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اللہ انہیں کو مشکل میں ڈالتا ہے جن سے وہ پیار کرتا ہے۔"

اور شاید اللہ کو تم بہت زیادہ پسند ہو۔

الماری کے دروازے بند کرتے اب وہ ریم کی جانب مڑی تھی۔

نہیں ریم!

www.novelsclubb.com

"جن کو ہم پسند کرتے ہیں انہیں ہم ہر طریقے سے خوش رکھتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے وہ کسی بھی مشکل کا سامنہ کریں۔

انہیں آنے والی مشکلات سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نا کہ انہیں اور مشکلات میں ڈال کر انکی بے بسی دیکھتے رہتے ہیں۔"

چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ کا احاطہ اوڑھا ہوا تھا۔

"اچھا بتاؤ تو سہی انٹرویو کیسا رہا؟"

"جیسے اللہ نے میرا ہاتھ تھاما اور یک دم چھوڑ دیا۔"

وہ طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مطلب"

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ایسا جیسے ایک دم ہی کسی نے مجھ پر من بھر کا بوجھ رکھ دیا ہو۔"

وہ نقطہ وار ریم کے بائیں جانب میز پر رکھے لیمپ کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

جس میں جلتے نارنجی بلب کے ارد گرد کچھ پروانے گھوم رہے تھے۔

ان میں سے کچھ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور کچھ اپنی جان لٹانے کی کوشش میں تھے۔

"رنیم"

"کیا ہوا میری جان"

اب وہ صحیح میں پریشان ہوئی تھی۔

اپنی دونوں ہاتھوں کا پیالا بنائے اس کے چہرے پر رکھا۔

"وہ آج میری آنکھوں کے سامنے تھا"

وہ اسکی آنکھوں میں سیاہ آنکھیں ڈالے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اگر اللہ مجھے ایک خون معاف کر دیتا تو مجھے بلکل دیر نہیں لگنی تھی اسے اپنے ہاتھوں سے مارتے ہوئے۔"

وہ نفرت بھرے انداز میں بول رہی تھی۔

"ابراھیم ملا تھا؟"

اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"نہیں شیطان ملا تھا۔"

وہ اس کا نام لینا بھی پسند نہیں کر رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیسا تھا وہ؟"

وہ اچانک پر جوش ہوئی تھی۔

اسے غصہ آیا تھا ان کے اِس سوال اور انداز پر۔

"جیسا ڈھائی سال پہلے تھا۔"

www.novelsclubb.com

"انتہائی مغرور۔"

(آؤ اندر آؤ)

"انتہائی بد لحاظ۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

(وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر اسے بیٹھنے کے لیے کہہ رہا تھا۔)

اس کے انداز میں حقارت بھری ہوئی تھی۔

"وہ ایسا تو کبھی بھی نہیں تھا۔"

اس نے اسکے چہرے پر رکھے اپنے دونوں ہاتھ ہٹائے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ تم اسے نہیں جانتی۔"

"تم نے تو کبھی جانا ہی نہیں تھا اسے۔"

"ٹھیک ہے میں ہر بار کی طرح آج بھی غلط ہوں۔"

اس شخص کی تعریف سننا اسے شروع سے ہی پسند نہیں تھی۔ پھر یہاں تو اسکی بہن تھی۔ جسکی جان تھی وہ۔

جو اسکی رازدار تھی۔ جس سے وہ انتہائی محبت کیا کرتی تھی۔

"اسے بچپن سے ہی شراکت نہیں پسند تھی۔ پھر چاہے وہ محبت میں ہو یا چیزوں میں۔"

www.novelsclubb.com

(ڈھائی سال پہلے)

آج اسکا اس کالج میں پہلا دن تھا۔

"میرا نام عالیہ قریشی ہے اور میں آپ لوگوں کو آج سے سوشیالوجی پڑھاؤں گی۔"

اس نے بیزار نظروں کو عالیہ قریشی سے گزارتے ہوئے لڑکیوں پر ڈالا۔

وہ یہاں صرف ٹائم پاس کرنے آیا تھا۔

اور اسے چاہیے بھی کیا تھا باپ کا ترقی یافتہ کاروبار اس کا منتظر تھا۔

www.novelsclubb.com

لیکن کچھ عرصہ اور زندگی کو کھل کر جینا چاہتا تھا۔

زندگی کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔

اسے علم تھا کہ ایک دفعہ اگر اس نے پروفیشنل لائف میں قدم رکھ لیا تو واپسی کا راستہ ممکن نہیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چاروں طرف نظر گھمائی نظر ایک جانب رکی ہلکے جامنی رنگ کے کپڑوں میں ملبوس لڑکی۔

جس نے سر کو دوپٹے سے ڈھانپ رکھا تھا۔

وہ پینسل کو میز پر گھسیٹتے ہوئے کچھ لکھ رہی تھی۔

عام سے نین نقش والی لڑکی۔

وہ خاصہ متاثر نہیں ہوا تھا۔

ہاں البتہ اسکے ساتھ والی لڑکی کے بال اسے کافی پسند آئے تھے۔کالے،لمبے اور سیاہ بال۔

ایمن کی بولتی زبان مس عالیہ کے آنے سے رک چکی تھی جو مسلسل اس سے باتوں میں مصروف تھی۔

ایمن اسکی خالہ زاد کزن ہے۔

جو ابراہیم ملک کی پسند پر کافی حد تک پورا اترتی ہے۔

وہ بولڈ ہے۔

کونفیڈینٹ ہے۔

اور ابراہیم ملک کے آگے پیچھے بھی گھومتی رہتی ہے۔

ابراہیم ملک رات کو دن کہے تو رات کو دن کہنا ہی اسکا فرض ہوتا ہے۔

لڑکیوں کی قطار سے تعارف کا سلسلہ شروع ہوا۔

اسے کسی کا تعرف سننے میں دلچسپی نہیں تھی البتہ وہ بالوں والی لڑکی کا تعارف سننا چاہتا تھا۔

"میرا نام رنیم مرزا ہے میں نے پچھلے سال ہی بی اے کے امتحانات دیئے ہیں جن میں اپنے کالج میں ٹاپ کیا تھا۔اسکے علاوہ خلقِ خدمت کے لئیے خاصی دلچسپی رکھتی ہوں۔"

یہ وہ عام نین نقش والی لڑکی کا تعارف تھا۔

www.novelsclubb.com

اگلے نکلتے جملے اس کے منہ میں ہی تھے کہ پیچھے سے ہانک لگاتی آواز آئی۔

"پھر دو سال بعد ہمارا ووٹ آپکو جائے گا۔"

اس آواز نے اسے پیچھے پلٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

پیچھے بیٹھے ہوئے لڑکوں کے گروپ میں پہچاننا مشکل تھا کے کس نے یہ طنز کا تیر اس پر چھوڑا ہے۔

ایک ہاتھ اس گروپ کے درمیان سے اٹھا۔

اُس نے کیسیو کی مہنگی گھڑی پہنی تھی۔

www.novelsclubb.com

فخریہ انداز میں اٹھتا یہ ہاتھ ابراہیم ملک کا تھا۔

(جیسے بتانا چاہ رہا ہو ہاں میں نے بولا ہے)۔

مس عالیہ نے ابراہیم ملک کو آنکھ دکھائی جس پر وہ منہ پر انگلی رکھ کر بیٹھ گیا۔

جیسے دنیا کی شرافت اس آدمی پر ختم ہو۔

کچھ اور شاگرد اپنا تعاف کروا چکے تھے۔

"میرا نام ابراہیم ملک ہے میں نے پچھلے سال ہی بی ایڈ کے ایگزیمز دیئے ہی۔

جس میں اپنے پورے علاقے میں ٹاپ کیا تھا۔

وہ فخریہ انداز میں اپنا تعرف کروا رہا تھا۔

کالج کی تمام سرگرمیوں میں حصہ لیتا رہا ہوں۔

شوق کا ذکر کیا جائے تو اللہ نے بہتر آواز سے نوازا ہے تو اسے استعمال کرنے کا ہنر بھی جانتا ہوں۔

"اس تفصیلی تعارف کا یم کیا مقصد سمجھیں؟"

سوال مس عالیہ کی طرف سے آیا تھا۔

اس نے جواب دینے کیلیے منہ کھولا ہی تھا کہ آگے سے ہانک آئی۔

"اشتہار دینے کا نیا طریقہ نکالا ہے۔"

جواب اس طرف سے آیا تھا جہاں سے امید ہی نہیں تھی۔

وہ جانتی تھی اسے مداخلت نہیں کرنی چاہیئے تھی لیکن اسے خدمتِ خلق والی بات کا جواب دینا تھا۔

"مطلب میرے اشتہار سے خاصہ متاثر ہوئی ہیں آپ۔"

اب وہ طنزیہ اسکی آگے کو مڑی ہوئی گردن کو پیچھے سے دیکھے بول رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اشتہارات سے متاثر ہونا میری فطرت میں نہیں ہے۔

حقیقت پر مبنی ہوں حقیقت پر یقین رکھتی ہوں۔"

گردن کو پیچھے موڑے آنکھوں میں آنکھوں گاڑھے وہ پراعتماد طریقے سے اسے جواب دے چکی تھی۔

اس کی آنکھوں کا سیاہ رنگ اس نے اب نوٹ کیا تھا۔

اسکا حلیہ اور اسکی پراعتماد شخصیت کا خاصہ کوئی میل تو نہیں تھا۔

لیکن اسکے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ رنیم مرزا آسان مرحلہ نہیں ہے۔

www.novelsclubb.com

کالج میں جاتے ہوئے اسے

پورے تین ہفتے گزر چکے

تھے۔

اس دوران بہت سے ایسے

موضوع زیرِ بحث رہے تھے۔

اسے ابراہیم ملک کی باتوں سے

اختلاف رہا تھا۔

لیکن اسے تو تو میں میں سے

پرہیز رکھنا تھا۔

وہ یہاں دو سال مکمل کرنے آئی تھی۔

اسے اپنی بہن کی خواہشات کو پورا کرنا تھا۔

وہ دنیا کو بتانا چاہتی تھی کہ عورت کمزور تو نہیں ہوتی۔

بس اسے ہمت کرنی ہوتی ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ہمت جو اسے اسکی خود کی ذات سے ملنی ہوتی ہے۔

وہ حوصلہ جو اسے خود اپنے آپ کو دینا ہوتا ہے۔

باپ، بھائی، بیٹا، شوہر یہ سب عارضی رشتے ہوتے ہیں یہ رشتے صرف اس وقت تک میسر ہوتے ہیں جب تک آپ انہیں خوش رکھتے ہیں۔انہیں خوش کرنے سے بہتر ہے

آپ اپنے آپ کو خوش رکھیں۔

آپ اپنے لیے مستقل ہیں۔

عارضی تو نہیں۔

باپ کے زندہ ہوتے ہوئے اسکا زندہ نہ ہونا اولاد کے لئیے ناسور بن جاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

لیکن رنیم مرزا نے اس مرحلے کو ناسور بننے ہی نہیں دیا۔

اس نے تمام مشکلات کے منہ پر طماچہ مارتے ہوئے انہیں باور کروایا کہ رنیم مرزا آسان نہیں وہ بھی انہیں کی طرح مشکل ہے بہت مشکل۔

وہ کافی دنوں سے نوٹ کر رہا تھا کہ مس عالیہ رنیم کو بہت اہمیت دینے لگ گئیں تھیں۔

اسکے اسائنمنٹ پر پوری کلاس کے سامنے اسکی تعریف کرنا، ٹاپکس پر اس ہی سے بحث کرنا۔

www.novelsclubb.com

ہاں۔ وہ بریلینٹ لڑکی تھی شاید ٹاپر بھی رہ چکی ہو۔ مگر وہ بھی تو پورے علاقے سے ٹاپ کر کے آیا تھا۔

آج کا ٹاپک تھا رشتے یعنی ریلیشنز۔

ہر بار کی طرح موضوع کا آغاز رنیم مرزا سے کیا گیا۔

ان تین ہفتوں میں وہ بہت اچھے انداز میں کلاس کو قابو میں کر چکی تھی۔

"زندگی میں کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کیلیے کسی رشتے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

رشتے ہمیں کمزور بناتے ہیں۔"

ٹاپک کا آغاز وہ کسی بہترین سپیکر کی طرح کر رہی تھی۔

"سہارے، ہمت اور اعتبار کا نام ہی رشتے ہیں۔"

ابراہیم ملک نے تھوڑے اُکھڑے لہجے میں ایک بار پھر ٹانگ اڑائی تھی۔

"رشتے عارضی سہارے ہیں۔"

رنیم نے دوسری بار اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا تھا۔

ایک بار۔

پھر چند لمحوں کے لیے ہی سہی۔

اسکی آنکھوں نے اسے ساکت کر دیا تھا۔

کالی سیاہ آنکھیں۔

سا گراک گہرا لگتا ہے

اس سے آگے کچھ نہیں لکھ پائے

میرے لفظوں پر پہرا لگتا ہے۔

_یاسمین منیر

وقت کچھ پل کے لیے تھم چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نظم نے کچھ مصروں نے فوراً اس کے ذہن پر حملہ کیا تھا۔

کلاس میں چند پل کا سکوت چھا گیا۔

ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔

وہ فوراً اپنے زون میں واپس آیا۔

اسکی آنکھیں اتنی بھی حسین نہیں تھیں۔کے وہ پوری کلاس کے سامنے لاجواب ہو جائے۔

ہار مان جائے۔

ہار مان جانا اسے پسند نہیں پھر چاہے سامنے من پسند عورت ہو یا نفرت زدہ عورت۔

“رشتے آپکے سارے عیب اپنے اندر چھپا جاتے ہیں۔آپ کی غلطیوں کو ڈھانپ لیتے ہیں۔“

وہ دوبارہ واپس اپنی ٹون میں پلٹا اس ہی اعتماد کے ساتھ اسے جواب دے رہا تھا۔

"اور پھر وقت آنے پر وہی عیب آپ کے منہ پر کھینچ کھینچ کر مارتے ہیں۔

آپ کے عیبوں پر سے وہی چادر نوچ نوچ کر اتار لیتے ہیں۔"

وہ اسکی ہی بات کو اپنے انداز میں مکمل کر رہی تھی۔

اس کے اعتماد اور ذہانت کا تقاضہ پوری کلاس کو ہو چکا تھا۔ وہ اپنی بات کو بہت اچھے انداز سے بیان کر رہی تھی۔

وہ جان چکی تھی کہ ابراہیم ملک کو ہارنا پسند نہیں اور تین ہفتوں سے وہ مسلسل اسے پچھاڑ رہی تھی۔

پوری کلاس کے سامنے۔

انسلٹ تو محسوس ہوئی تھی۔ مس عالیہ کے سامنے وہ اسکے تاثرات نہیں دیکھ پائی البتہ اسکا چہرہ سرخ ہوتا دیکھ چکی تھی۔

اپنے خوف کو چھپانے کے لیے اسنے بیگ میں کچھ ڈھونڈنے کی غرض سے بیگ کی زیپ کھول لی۔

وہ اس سے بہت کچھ بولنا چاہتا تھا۔

اسے پتہ چل رہا تھا۔

شاید اس پر چیخنا چاہتا تھا۔یا اسے مارنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ تن فن کرتا اسکے سر پر کھڑا ہو گیا۔

وہ ٹھٹھکی۔

کچھ ٹٹولتے ہاتھ تھمے۔

اسکے قریب رکھی کرسی کو اس
نے زور سے ٹھوکر ماری (جیسے
وہ اسے مارنا چاہتا ہو) اور
دوستوں کے ساتھ کلاس سے
باہر نکل گیا۔

کچھ پل کے لیے وہ بہت بری طرح ڈر گئی تھی۔ لیکن صرف کچھ پل۔ اسکے بعد اس نے اپنی ارد گرد کی چیزوں کو بیگ میں ٹھونسا اور اپنے آپ کو اچھی طریقے سے قابو کرتے ہوئے وہ گھر کی طرف روانا ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

گھر میں قدم رکھتے ہی اسنے ریم کے کمرے کا دروازہ پٹ سے کھولا۔

ریم اپنی ہی کتابوں میں مصروف نیچے قالین پر بیٹھی کچھ یاد کرنے میں مصروف تھی۔ دروازہ ایک دم سے کھلنے پر وہ ٹھٹکی۔ سامنے دیکھا تو رنیم ہاتھوں میں کتابیں تھامے آنکھوں میں طیش و غصہ لیے اسے گھور رہی تھی۔

"تمہیں میں نے کہا تھا کہ میں اس کالج میں داخلہ نہیں لوں گی۔"

اب وہ اسکے قریب ہوتے ہوئے میز پر اپنا بیگ پٹخ چکی تھی۔

ریم اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے صورتِ حال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اللہ ہم سے پیار نہیں کرتا ریم۔"

www.novelsclubb.com

آواز دھیمی ہو چکی تھی۔

"اگر آج وہ مجھ پر ہاتھ اٹھا لیتا تو؟ "

جواباً اُس وقت تو میں بھی اسے اس ہی کی طرح جواب دے دیتی۔ لیکن میری عزت، میرا وقار، میرا اعتماد سب بھک سے اڑ جاتا ایک گرم بھاپ کی طرح۔ کیا اُسے پیسے کا گھمنڈ تھا۔ شاید اچھی صورت کا۔ قسمت کا اچھا ہونا بھی ایک سبب ہو سکتا ہے۔؟"

رنیم کسی ٹرانس کی کیفیت میں اپنے سوالوں کا جواب خود ہی دے رہی تھی۔

"کون ہاتھ اُٹھا لیتا؟"

www.novelsclubb.com

ریم نے تجسس سے پوچھا۔

"ابراھیم ملک"

درشتی، غصے اور نفرت سے وہ اس شخص کا نام لے رہی تھی۔

ریم کے لیے یہ نام نیا نہیں تھا۔اس گھر میں اکثر اس کے کرموں پر قُل پڑھے جاتے تھے۔

"تمہیں نہیں لگتا اللہ کو اب ہم پر ترس کھا لینا چاہیئے؟"

اب وہ قرض اور ترس لینے والے انداز میں بات کر رہی تھی۔

ریم کو اس پر ترس آنے لگا تھا۔

"اللہ کسی کو دے کر آزماتا ہے اور کسی سے لے کر۔"

"تمہیں یاد ہو گا نا کہ بابا بتایا کرتے تھے کہ میں بچپن میں بہت ضدی ہوا کرتی تھی۔

رنیم کے تاثرات دوبارہ بگڑ چکے تھے۔"بابا" کا لفظ اسے پسند نہیں آیا تھا۔

"بس جو چیز آنکھوں کو پسند آجائے وہ میری ہو جائے۔کسی بھی صورت یا کسی بھی عوض۔بے شک بابا کو منانے کے لیے دو دن کھانا نہ کھانا پڑے یا اللہ کو منانے کے لیے پوری رات مصلے پر رات گزارنی پڑے۔پر وہ کام میرا ہو جایا کرتا تھا۔لیکن میں غلط ہوا کرتی تھی رنیم."

وہ نقطہ وار دریچے کی دیوار کو گھور رہی تھی۔آنکھوں میں درشتی واضح تھی۔

"زندگی میں کچھ رشتے یا کچھ چیزیں آپ کے مدِ مقابل ہونے کے لیے نہیں ہوتیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ اُنہیں انہیں کے قابِل لوگوں سے نواز دیتا ہے۔"

جیسے "اعجاز ملک۔"

رنیم نے طنزیہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو نا انہیں انکی ہی جیسی عورت سے نوازا گیا ہے۔ مطلبی، مفاد پرست اور ضرورت کے وقت چھوڑ جانے والی۔ہماری ماں کو وہ شخص ڈیزروہی نہیں کرتا تھا۔"

ایک ایک لفظ پر جماؤ ڈالے وہ انتہائی نفرت اور حقارت زدہ لہجے میں بول رہی تھی۔

اسے تھوڑا سکون چاہئیے تھا۔اِس دنیا سے توقف چاہیے تھا۔کچھ وقت کے لیے وہ غائب ہو جانا چاہتی تھی یہاں سے۔لوگوں سے۔انکے سوالوں سے۔ایسے دور سے جس میں اسے صرف مشکلات ہی ملی ہوں۔اللہ سے بہت سی شکایات تھیں۔جن کے جواب چاہتی تھی وہ۔

www.novelsclubb.com

"جو اللہ کے دیے کو کافی سمجھتا ہے وہ زندگی میں کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔"

ریم اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر کہہ رہی تھی۔

وہ دونوں کھڑکی کے سامنے کھڑے تھے۔ جس کے دونوں پٹ کھلے تھے۔ کھڑکی کے اس پار بوگین ویلا سے پھول جھڑ رہے تھے۔ کھڑکی پر لٹکا سفید پردہ ہوا کی بدولت جھول رہا تھا۔

آنکھوں کے کونے سرخ ہو چکے تھے۔ ماتھے پر شکنیں موجود تھیں۔

رنیم کی کالی سیاہ آنکھوں سے آنسو کی ایک بوند نیچے گری۔

ہاتھ اب بھی ریم کے ہاتھوں میں تھے البتہ نظروں کا زاویہ ریم کے بائیں طرف موجود دریچے کے پردے پر تھا۔ جو ہوا کی وجہ سے جھول رہا تھا۔

وہ اتنی آسانی سے تو نہیں روتی تھی۔ بلکہ ماں کے انتقال پر بھی وہ نہیں روئی۔ بابا کے چھوڑ جانے کے بعد ایک مرتبہ ہی دیکھا تھا اسے روتے ہوئے۔

لیکن آج؟

ریم اپنے آپ سے خود سوال کر رہی تھی۔

"تمہارے آنسوں بہت قیمتی ہیں ریم۔انہیں مٹی کے ریت کے آگے خرچ کروگی تو ریت تمہارے آنسوں پی جائے گی۔ان آنسوؤں کا خریدار اللہ ہے۔"

وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔اس نے ہمیشہ اسے مضبوط دیکھا تھا۔ایک چٹان کی طرح۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پتہ ہے تمہاری سیاہ آنکھیں روتے ہوئے اور حسین ہو جاتی ہیں۔"

اسکے مزاج کو بدلنے کے لیے اس نے موضوع کا رخ دوسری جانب کر دیا تھا۔

لیکن اسکی بات میں سچائی واضح تھی۔

"اگر تمہاری روتی ہوئی آنکھیں میرے علاوہ کوئی دیکھ لے ناواللہ اسے عشق ہو جائے تم سے۔"

ریم نے شرارت بھری نظر اس پر ڈالی۔

"!میں تمہارے علاوہ کسی کے سامنے کمزور نہیں ہوں ریم۔ میں مضبوط ہوں۔"

اپنے آنسو کو جذب ہونے سے پہلے ہی وہ انگلیوں سے صاف کر چکی تھی۔

یہ ایک چھوٹا سا حال تھا جہاں سبز رنگ کی گھاس والی قالین بچھائی گئی تھی۔ دیواروں پر سفید رنگ کیا گیا تھا۔ لیکن رنگ کافی بوسیدہ ہو چکا تھا۔ جگہ جگہ سے دیوار کا اصل رنگ واضح ہو رہا تھا۔ دیوار پر گلاب کی بیل کے ہلکے گلابی اور زرد

رنگ کے پھول لٹک رہے تھے۔ لکڑی کی مخروطی چھت تھی۔۔ قالین کے بیچ و بیچ بار چئیر رکھی گئی تھی۔

جس پر وہ بیٹھا بڑی مہارت کے ساتھ گٹار بجاتے ہوئے گانے کے کچھ بول گنگنا رہا تھا۔

سفید رنگ کی پہنی شرٹ جس کی آستین کہنیوں تک چڑھا رکھی تھی۔

بھورے بالوں کو سپرے کی مدد سے دائیں جانب سیٹ کیا گیا تھا۔ کھڑی ناک، بھوری آنکھیں، ہونٹوں پر چھائی مسکان اسکی شخصیت کو چار چاند لگا دیتی تھی۔

ارد گرد بیٹھے اس کے کچھ دوست ہلکے انداز میں تالیاں بجا رہے تھے اور کچھ چٹکیاں جو کہ اسکے لگائے سُر کیساتھ تال میل بنا جاتے تھے۔

یہ اسکے گھر کا وہ حصہ تھا جو صرف ابراہیم ملک کے لیے خاص بنوایا گیا تھا۔

گانے کے بول اختتام پر پہنچ رہے تھے ساتھ ہی ساتھ اسکے ہاتھ میں بجتے گٹار کی آواز بھی مدھم ہوتی جا رہی تھی۔

گانا ختم کرتے ہی اسکے دوست سراہنے کہ انداز میں اس کے قریب آکر اس سے بغل گیر ہو رہے تھے۔

"پتہ نہیں کیوں آج ایسا محسوس ہوا کہ تیری آواز میں کچھ درد تھا۔"

عاشر احمد نے اسکے ساتھ زندگی کے پندرہ سال گزارے تھے مطلب اُس کی زندگی کا آدھا حصہ وہ ابراہیم ملک کے ساتھ گزار چکا تھا۔

ابراھیم ملک سے واقف ہر وہ راز جو شاید ابراہیم ملک کی خود کی ذات کو بھی معلوم نہیں تھے عاشر احمد جانتا تھا۔

اس کا دوست جانتا تھا۔

آہستہ آہستہ بقیہ دوست پھاٹک عبور کرتے ہوئے اپنے گھروں کو روانا ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہاں پڑوسیوں کی ہنی بھاگ گئی ہے سمجھ نہیں آرہا زندگی اس کے بغیر کیسے گزرے گی۔

اسکے ساتھ سونے کی ایک عادت سی ہو گئی تھی۔"

وہ چہرے پر بیچارگی سجائے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بول رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔مان لیتا ہوں کہ تم فلرٹی قسم کے آدمی ہو۔لڑکیاں تاڑنا تمہیں پسند ہے۔اللہ نے شکل وصورت بھی اچھی دی ہے۔لڑکیاں بھی آگے پیچھے گھومتی ہیں۔

لیکن میں یہ بات ماننے سے انکاری ہوں کہ ایک کتے کے بچے کے ساتھ تم آرام و سکون سے سوتے رہے ہو۔"

www.novelsclubb.com

چہرے پر پھیلے تاثرات پر سکون تھے۔عاشر احمد انتہائی مطمئن انداز میں اپنی بات مکمل کر رہا تھا۔

آنکھیں اسکی بھوری آنکھوں میں جام رکھی تھیں۔

"پہلے مجھے لگتا تھا ابا تجھے کچھ رقم دیتے ہیں مجھ پر یا میرے ارد گرد پر نظر رکھنے کے لیے۔

مگر نہیں۔یہ تو میری محبت کا نتیجہ ہے کے مہرباں کو میری اتنی فکر ہے کے میرے پڑوس میں رہنے والے کتے کا نام تک بھی معلوم ہے۔"

وہ خاصہ بدمزہ ہوا تھا۔

"عاشر احمد تجھے قبر تک بھی اکیلا نا چھوڑے پھر یہاں بات تو پڑوسیوں کے کتے کی ہے۔"

اسنے اپنے دونوں کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"اب اسے محبت سمجھ یا ضرورت میں تجھ سے کبھی بھی بے خبر ہو کر بھی بے خبر نہیں ہو سکتا۔"

یہ کراچی شہر کا ایک درمیانی درجے کے رہائشی علاقہ ہے۔

جہاں اس وقت عوام اپنے اپنے گھروں میں آرام کی نیت سے خواب خرگوش میں مصروف تھی۔

گلیوں میں جھینگر کی آوازیں اس ماحول کو اور خوفزدہ بنا رہی تھیں۔

سرخ اینٹوں کی دیواریں گلیوں کے دونوں اطراف میں کھڑی تھیں۔ سامنے سے دکھتی سڑک کے کونے میں ایک آدمی بڑی مہارت سے چلم پی رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

جھٹ پٹے کی نیم تاریکی میں اسکے چلم کی روشنی کبھی کبھی تیزی سے چمک اُٹھتی تھی اور کبھی گھپ اندھیرا ایک دم سے چھا جاتا تھا۔

فضا میں بکھرتی چلم کی بو اس ماحول کو اور ناساز بنا رہی تھی۔

اسکی آنکھوں میں وحشت کے انگارے پھوٹ رہے تھے۔ہاتھوں کی لرزش جسم کی نوعیت واضح طریقے سے بیان کر رہی تھی۔

بدن پر اوڑھی کمیز پر جگہ جگہ پیوند لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

یکدم اسکی آنکھوں میں مشعل کی روشنی پڑی۔

تیز اور چنگارتی ہوئی روشنی۔

اسکا وجود ڈر سے تھر تھر کانپنا شروع ہو گیا۔

ہاتھ میں موجود چلم زمین بوس ہو چکا تھا۔

اسکی آنکھوں پر پڑنے والی مشعل کی روشنی سورج کی چنگھاڑتی تپش سے کم نہیں تھی۔

اس کے سامنے کھڑے شخص نے کائی رنگ کی ہوڈی پہنی ہوئی تھی۔وہ دراز قد کا مالک تھا۔وجود بھی کافی بھرا ہوا اور برقرار تھا۔

ہاتھوں میں موجود مشعل کو مضبوطی سے تھامنے کے باعث ہاتھوں کے اعصاب واضح ہو رہے تھے۔

موجودہ فرداب اس روشنی کو آہستہ آہستہ ختم کرتا اسکے قریب ہوا۔

www.novelsclubb.com

اپنا چہرہ اسکے کان کے قریب لے کر گیا۔

"کہتے ہیں غلطیاں جب گناہوں میں منتقل ہو جائیں تو سزا نہیں کفارہ ادا ہوتا ہے"

دھیمی آواز۔

مگر بہت رعب دار اور بھاری تھی۔

یہ آواز۔۔۔

وہ یک دم ٹھٹکا۔

اسے علم تھا کے اسکی موت کا وقت قریب ہے۔

www.novelsclubb.com

لیکن اتنا قریب وہ نہیں جانتا تھا۔

اندھیرے کے باعث وہ صرف اسکی آواز سن سکتا تھا۔جو کہ اس وقت اس کی جان پر عذاب بنی ہوئی تھی۔

"مبارک ہو۔ کفارہ ادا کرنے کا وقت ہوا جاتا ہے۔"

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com